باب 10

ترقی

ہم اس باب کا آغاز ترقی کے بارے میں عام سمجھ اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل سے کریں گے۔ آگے آنے والے حصوں میں ہم ان طریقوں کی نشان دہی کریں گے جن سے ان مسئلوں کو حل کیا جا سکتا ہے اور ترقی کے کچھ متبادل طریقوں پر غور کریں گے۔ اس باب کے مطالعہ کے بعد آپ اس کے اہل ہو جائیں گے کہ:

- ترقی کی اصطلاح کی وضاحت کر سکیں۔
- ترقی کے موجودہ ماڈلوں کی کامیابیوں اور مسائل پر بحث کر سکیں۔
- ترقی کے پیش کردہ کچھ متبادل ماڈل پر گفتگو کر سکیں۔

ترقی

10.1 تعارف INTRODUCTION

فرض کیجیے کسی اسکول میں اضافی نصابی سرگرمیوں کے تحت ہر کلاس (جماعت) اپنی سالانہ 'کلاس میگزین' نکالتی ہے۔ کلاس میں استاد نے گزشتہ سال کی میگزین کو معیاری نمونہ قرار دیتے ہوئے اس سال کی میگزین کا خاکہ تیار کیا، جیسے اس میں کن کن موضوعات پر کون سے مضامین، شاعری وغیرہ ہونا چاہیے، ان پر لکھنے کے لیے موضوعات طلبا میں تقسیم کیے۔ (اس تقسیم کے نتیجے میں ممکن ہے کہ ایک طالب علم کو جو کرکٹ میں دلچسپی رکھتا ہے اسے کسی اور موضوع لکھنے کے لیے ملا ہو جسے کرکٹ کا عنوان دیا گیا۔ وہ ڈرامہ لکھنا چاہتا ہو۔ اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ تین طلبا مل کر کارٹون تیار کرنا چاہتے ہوں۔ مگر وہ خود کسی اور موضوع کے گروپ میں شامل ہوتے ہوں۔ جب کہ ایک دوسری کلاس میں میگزین کے متن اور موضوعات کو طے کرنے کے سلسلے میں طلبا کو آزادی دی گئی ہے۔ اس پر ان کے درمیان تبادلۂ خیال اور بحث میں کئی معاملوں میں اتفاق رائے نہیں ہوتا ہے تاہم میگزین کے ایک خاکہ پر ان کے درمیان ایک اتفاق رائے پیدا ہو جاتی ہے۔

آپ کی رائے میں کس کلاس کی میگزین میں طلبا اپنی اپنی پسند کے موضوعات کو ایک بہتر انداز میں پیش کر پائیں گے؟ پہلی کلاس ممکن ہے ایک دیدہ زیب میگزین نکالے لیکن کیا اس کا متن بھی اتنا ہی دلچسپ اور متاثر کن ہوگا؟ ایک طالب علم جو کرکٹ پر لکھنا چاہتا تھا اسے اتنی ہی دلچسپی سے اپنے مفوضہ موضوع پر لکھنا ہوگا؟ ان میں کس میگزین کو منفرد اور کس کو معیاری قرار دیا جائے گا؟ کون سی کلاس یہ محسوس کرے گی کہ میگزین کے لیے کام کرنا ایک دلچسپ مشغلہ تھا اور کون سی کلاس اسے ایک معمول کا ہوم ورک تصور کرے گی؟

ایک معاشرے کے لیے ترقی کے خد و خال کو طے کرنا ایسا ہی ہے جیسا طلبا کے لیے میگزین کے موضوعات کا انتخاب کرنا کہ اسے کیسا ہونا چاہیے اور انھیں اس پر کیسے عمل کرنا چاہیے۔ ہمیں مشین کی طرح اس ماڈل پر عمل کرنا چاہیے جسے ہمارے ملک میں یا دوسرے ملکوں میں پہلے عملی شکل دی گئی یا اس کا منصوبہ اس طرح بنایا جائے جس میں معاشرے کی مجموعی بہتری اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا بھی خیال رکھا جائے جن کی زندگیاں ان ترقیاتی پروجیکٹوں کی وجہ سے راست طور پر متاثر ہو سکتی ہیں۔ لیڈر ان لوگوں کے احتجاج کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں یا وہ اس معاملہ میں جمہوری طرز عمل اختیار کرتے ہوئے لوگوں کی حمایت حاصل کر سکتے ہیں۔

ترقی اپنے وسیع تر مفہوم میں عوام کی بہتری، فروغ، فلاح اور بہتر زندگی کی خواہش کو پورا کرنے کا تصور ہے۔

ترقی کے تصور کے ذریعہ ایک معاشرہ اس بات کا منصوبہ بناتا ہے کہ بحیثیت مجموعی ایک سوسائٹی کی بہتری کے لیے کیا ہونا چاہیے اور اسے حاصل کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے۔ تاہم ترقی کی اصطلاح کو اکثر ایک محدود معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا زیادہ تر حوالہ محدود مقاصد کے حصول جیسے اقتصادی ترقی کی شرح میں اضافہ، یا سوسائٹی کو جدید خطوط پر استوار کرنا وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ترقی کا اکثر ذکر پہلے سے مقرر کردہ اہداف، مکمل منصوبے جیسے ڈیم، یا کارخانے، ہسپتال وغیرہ کی تعمیر کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ جب کہ اس کا ذکر سوسائٹی کے ترقی کے بارے میں اس وسیع تر تصور سے کیا جانا چاہیے جسے وہ شرمندۂ تعبیر کرنا چاہتی ہے۔ بہرحال اس طرح کے ترقیاتی عمل میں سوسائٹی کے بعض طبقات کو فائدہ پہنچتا ہے جب کہ دیگر لوگوں کو ان کے مکانات یا زمینوں یا بودوباش سے بغیر معاوضے کے محروم ہونا پڑتا ہے۔

کئی ملکوں میں ترقیاتی منصوبوں کے متعلق کئی سوالات جیسے کیا ترقیاتی منصوبہ پر عمل کے دوران لوگوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا؟، کیا اس منصوبہ کے ثمرات منصفانہ طور پر تقسیم کیے گئے یا پھر ترقیات کی ترجیحات کے بارے میں فیصلے جمہوری انداز میں کیے گئے وغیرہ اٹھائے جارہے ہیں۔ چنانچہ آج ترقی کا موضوع بڑی حد تک تنازعہ کا سبب بن گیا ہے۔ ترقی کے جو ماڈل مختلف ملکوں نے اختیار کیے ہیں وہ تنقید اور بحث کا موضوع بن گئے ہیں اور ان کے مقابلے میں نئے متبادل ماڈل تجویز کیے جارہے ہیں۔ اس تناظر میں ترقی کے بارے میں ایک وسیع تر اتفاق رائے پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس کا ایک پیمانہ اور معیار ہو جس کے ذریعہ ہر ملک کے ترقیاتی تجربے کا جائزہ لیا جاسکے۔

10.2 ترقی کا چیلنج THE CHALLENGE OF DEVELOPMENT

ترقی کا تصور 20 ویں صدی کے دوسرے نصف میں اہمیت اختیار کرنے لگا۔ یہ وہ دور تھا جب ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک کو سیاسی آزادی نصیب ہوئی۔ ان میں سے زیادہ تر ملک غریب تھے اور ان کی آبادی کا معیار زندگی پست تھا۔ تعلیم، صحت اور دیگر سہولیات و خدمات بڑے خراب حالات میں تھیں۔ ان ملکوں کو ترقی پذیر یا ترقی سے محروم کہا جاتا رہا۔ ان کا موازنہ امریکہ اور مغربی یورپ کے ملکوں سے کیا جاتا تھا۔

1950 اور 1960 کے دہائیوں میں جب ایشیا اور افریقہ کے بیش تر ملکوں نے استعماری اقتدار سے آزادی حاصل کی اس وقت ان کے لیے فوری حل طلب مسائل میں غربت پیدا ہونے والے مسائل، ناقص تغذیہ، بے روزگاری، ناخواندگی اور بنیادی سہولیات و خدمات کا فقدان وغیرہ جیسے چیلنجز شامل تھے جس کا سامنا ان کی

ترقی

آبادی کی ایک بڑی اکثریت کو کرنا پڑ رہا تھا۔ ان ملکوں کا کہنا تھا کہ ان کی پسماندگی اور درماندگی کی وجہ نوآبادیاتی اقتدار کے دوران ان کے وسائل کا استعمال ان کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے نہیں کیا گیا بلکہ یہ وسائل سامراجی آقاؤں کے فائدے کے لیے استعمال کیے گئے۔ اب آزادی کے نتیجے میں وہ اپنے وسائل کو اپنے قومی مفادات کے حصول کے لیے زیادہ بہتر انداز میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اس لیے اب ان کے لیے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ ایسی پالیسیاں بنائیں جس کے ذریعہ وہ اپنی پسماندگی کو دور کر سکیں اور اپنے سابقہ استعماری آقاؤں کے معیار زندگی کی طرف آگے بڑھنے کے لیے قدم اٹھا سکیں۔ اس خیال نے ان ملکوں میں ترقیاتی منصوبے شروع کرنے کی تحریک پیدا کی۔

یہ منصوبہ زیرِ عمل آتا ہے تو ہمارا وجود ہی مٹ جائے گا۔

گزشتہ کئی سالوں میں ترقی کا تصور کئی تبدیلیوں سے گزرا ہے۔ ابتدائی برسوں میں اس کا مرکزی ہدف مغرب سے اقتصادی نشوونما اور معاشروں کو جدید بنانے کے میدان میں برابری حاصل کرنے کا رہا ہے۔ ترقی پذیر ملکوں نے صنعت کاری اور زرعی شعبہ کو جدید طرز پر استوار کرنے، تعلیم کو پھیلانے اور جدید بنانے کے ذریعہ تیز رفتاری اقتصادی ترقی حاصل کرنے جیسے نشانے مقرر کیے۔ اس وقت یہ باور کیا جاتا تھا کہ صرف ریاست ہی ایسا اہل ادارہ ہے جو اس نوع کی سماجی اور معاشی تبدیلی لا سکتا ہے۔ متعدد ملکوں نے ترقی یافتہ ملکوں سے موثر مدد اور قرضے حاصل کر کے کئی بڑے بڑے ترقیاتی منصوبے شروع کیے۔

ہندوستان میں ترقی کے کئی پنج سالہ منصوبے بنائے گئے جس کا آغاز 1950 کی دہائی میں ہوا۔ اس کے تحت بھاکڑا ننگل ڈیم، ملک کے مختلف حصوں میں اسٹیل بنانے کے کارخانے، کان کنی، کھادوں کی پیداوار اور زراعت کے طریقوں کو ترقی دینے کے لیے بڑے بڑے منصوبے بنائے گئے۔ اس وقت یہ توقع کی گئی کہ ایک

ہمہ جہتی حکمت عملی اختیار کر کے اقتصادی ترقی اور ملک کی دولت میں قابل ذکر اضافہ کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی توقع کی گئی کہ اس سے ہونے والی ترقی اور خوشحالی کے اثرات بتدریج معاشرے کے غریب ترین طبقات تک پہنچیں گے اور اس سے ناہمواری اور عدم مساوات کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ سائنس کی نئی نئی اور تازہ ترین دریافتوں اور ایجادات اور انتہائی جدید اور ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کے استعمال کی طرف بھرپور توجہ دی گئی۔ نئے تعلیمی ادارے جیسے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی وغیرہ قائم کیے گئے اور ترقی یافتہ ملکوں کی علمی دولت سے استفادہ کرنے کے لیے ان سے اشتراک اور تعاون کرنا حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل رہیں۔ اس وقت یہ باور کیا گیا تھا کہ ترقیاتی عمل سے سوسائٹی مزید ماڈرن اور روشن مستقبل کی طرف اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوگی۔

البتہ ہندوستان اور دیگر ملکوں نے ترقیات کا جو ماڈل اپنایا تھا وہ گزشتہ برسوں میں زبردست تنقید کا نشانہ بنا اور اس کے نتیجہ میں آج ترقی کے طریقۂ کار اور اہداف کا از سر نو جائزہ لیا جا رہا ہے۔

10.3 ترقیاتی ماڈلوں پر تنقید

CRITICISMS OF DEVELOPMENT MODELS

ترقی کے ناقدین کا کہنا ہے کہ متعدد ملکوں میں ترقی کے جن ماڈلوں پر عمل درآمد ہو رہا ہے اس کے لیے ترقی پذیر ملکوں کو بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ ان ترقیاتی منصوبوں کی لاگت بے پناہ ہے جس کے نتیجے میں کئی ممالک طویل مدتی قرضوں کے جال میں پھنس گئے ہیں۔ افریقہ آج بھی قرضوں کے باعث مالی بحران کا شکار ہے اور اسے دولت مند ملکوں سے قرض لے کر اپنے مالی وسائل پورے کرنے پڑ رہے ہیں۔ ان ترقیاتی منصوبوں کے نتیجے میں جس حساب سے خوش حالی اور ترقی ہونا چاہیے تھی وہ نہیں ہوئی اور آج بھی یہ براعظم غربت، افلاس، بیماریوں اور دیگر مسائل سے دوچار ہے۔

آیئے اسے کریں

کیا آپ کے علاقہ میں کسی بڑے ترقیاتی منصوبہ مثلاً ڈیم، سڑک، ریل یا کارخانہ وغیرہ کی تعمیر ہو رہی ہے؟ کیا اس منصوبہ کے خلاف کوئی احتجاج ہو رہا ہے یا اس کی مخالفت کی جا رہی ہے؟ احتجاج کرنے والوں نے کون سے سوالات اٹھائے ہیں؟ ان سوالات کے بارے میں حکومت کا کیا موقف ہے؟ چند مظاہرین اور سرکاری افسران سے ملاقات کر کے ان کی اس بارے میں رائے حاصل کریں۔

The Social Costs of Development ترقی کی سماجی قیمت

ترقی کا یہ ماڈل بڑی حد تک سماجی قیمت کا حامل ہے۔ بڑے بڑے ڈیم، (تالابوں) کی تعمیر، کارخانے لگانے، معدنیات کی کان کنی یا دیگر منصوبوں کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو اپنے گھروں اور آبادیوں سے محروم ہونا

پڑ رہا ہے۔ان منصوبوں کی خاطر لوگوں کو ان کے آبائی مقامات سے ہٹانے (اجاڑنے) کے نتیجے میں ان کا ذریعہ معاش ختم ہو گیا ہے اور غریبی میں اضافہ ہوا ہے۔اگر دیہی علاقوں کی زراعت سے وابستہ آبادیوں کو ان کے روایتی پیشوں اور زمین سے الگ کیا گیا تو یہ لوگ سوسائٹی کے سب سے نچلے درجہ پر پہنچ جائیں گے اور اس کے نتیجے میں شہری آبادی میں بے تحاشہ اضافہ ہوگا ساتھ ہی وہاں دیہی علاقوں کے غریبوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ وہاں کے باشندے ایک طویل تجربہ کے بعد جو روایتی پیشے اور ہنر سیکھے تھے وہ بھی ختم ہو جائیں گے اور اس کے نتیجہ میں اپنی تہذیب وثقافت سے بھی محروم ہو جائیں گے کیوں کہ جب ان بے گھر لوگوں کو دوسرے مقامات پر بسایا جاتا ہے تو وہ اپنی مجموعی معاشرتی زندگی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بے گھر ہوئے لوگ اکثر اپنی تقدیر کو خاموشی سے قبول نہیں کرتے ہیں۔آپ نے 'نرمدا بچاؤ آندولن' کے بارے میں سنا ہوگا جو نرمدا ندی پر تعمیر سردار سروور ڈیم کے خلاف کئی سالوں سے تحریک چلا رہے ہیں۔اس بڑے ڈیم کے حامیوں کا دعویٰ ہے کہ اس سے کچھ کے ریگستانی علاقوں میں زراعت اور سوراشٹر میں پینے کا پانی میسر ہوگا، اس سے بجلی پیدا کی جا سکے گی اور ایک بڑے علاقہ کی آب پاشی کی ضروریات پوری کی جا سکیں گی۔لیکن ڈیم کے مخالفین ان دعوؤں سے اختلاف کرتے ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ اس ڈیم کے نتیجے میں تقریباً دس لاکھ لوگ بے گھر ہو کر اجڑ جائیں گے۔ان کی زرعی زمینیں ڈیم کے پانی میں غرقاب یا اس کی تعمیر میں چلی جائیں گی۔جس سے ان کا ذریعہ معاش ختم ہو جائے گا۔ان متاثرہ لوگوں میں اور قبائلی طبقات کے لوگ ہیں جن کا شمار ملک کے سب سے زیادہ محروم کاشت کاروں میں ہوتا ہے۔بعض مخالفین کی یہ بھی دلیل ہے کہ جنگلات کے ایک بڑے علاقے کے غرقاب ہو جانے سے ماحولیاتی توازن بھی بگڑ جائے گا۔

ترقی کی ماحولیاتی قیمت Environmental Costs of Development

بلاشبہ کئی ملکوں میں ترقیاتی منصوبوں سے ماحولیاتی توازن کو بڑے پیمانے پر نقصان پہنچا ہے اور اس کے اثرات و مضمرات کو نہ صرف بے گھر ہوئے لوگ محسوس کر رہے ہیں بلکہ اب پوری آبادی کو بھی اس کا احساس ہونے لگا ہے۔گزشتہ سال جب 26 دسمبر 2005 کو جنوب اور جنوب مشرقی ایشیائی ملکوں کے ساحلوں پر سمندری طوفان سونامی (Tsunami) کا قہر ساحلی پٹی (بندا آچے سے لے تمل ناڈو اور انڈمان و نیکوبار کے علاقے تک) میں برپا ہوا تھا تو اس سے ہونے والی وسیع پیمانے پر تباہی و بربادی کا اصل سبب بڑے پیمانے پر تجارتی نوعیت کی تعمیراتی اور ساحلی درختوں کی کٹائی بتایا گیا۔

کین سارو ویوا

فرض کیجیے کہ آپ کے مکان کے پچھواڑے میں ایک خزانہ کا پتہ چلتا ہے۔ اگر حکام اس خزانہ کو ترقی کے نام پر تھوڑا تھوڑا کر کے آپ کے پاس سے لے جاتے ہیں تو آپ کو کیسا لگے گا؟ اور ان ترقی سے آپ کے معیار زندگی میں کوئی اضافہ نہیں ہو رہا ہے یا آپ جس کالونی میں رہتے ہیں وہاں کی سہولیات میں بھی کچھ بہتری نہیں آئی ہے۔ مزید برآں یہ کہ آپ کا مکان اس خزانہ کی جگہ ہونے کے باعث ان لوگوں کی طرف سے مستقل لوٹ مار اور غارت گری کا نشانہ بن رہا ہے جو ترقی کے نام پر اس کے استعمال کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا یہ ان لوگوں کے ساتھ انتہائی درجہ کی ناانصافی نہیں ہوگی جن کے گھر میں یہ خزانہ دریافت ہوا ہے؟

نائیجیریا کے اوگنی علاقہ میں 1950 کی دہائی میں تیل کی موجودگی کا پتہ چلا جس کے نتیجے میں خام تیل کی تلاش کا سلسلہ شروع ہوا۔ جلد ہی اس خطہ میں اقتصادی ترقی اور بڑا کاروبار ہونے لگا جس نے خطہ کو سیاسی ریشہ دوانیوں، ماحولیاتی مسائل اور بدعنوانیوں (کرپشن) میں مبتلا کر دیا۔ یہی چیزیں خطہ کی ترقی میں مانع بن گئیں حالانکہ یہاں تیل نکلا تھا۔

کین سارو ویوا جو پیدائشی طور پر ایک اوگونائی باشندہ ہے۔ 1980 کی دہائی میں بحیثیت مصنف صحافی اور پروڈیوسر کے معروف ہوا۔ اس نے اپنی تحریروں کے ذریعہ یہاں ہو رہے استحصال کو بے نقاب کیا اور بتایا کہ کس طرح آئیل اور گیس کی کمپنیاں اوگونائی کے غریب کسانوں کی زمینوں سے تیل نکال کر مالا مال ہو رہی ہیں اور اس کے عوض ان کی زرعی اراضیوں کو تباہ و برباد کر رہی ہیں اور غریب کسانوں کو ان کی ملکیت سے بے دخل کر رہی ہیں۔ سارو ویوا نے 1990 میں اس کے خلاف ''دی مومنٹ فار دی سرابئول آف اوگونائی پیوپل'' یا اوگونائی لوگوں کی بقا کی جدوجہد (MOSOP) کے نام سے عدم تشدد پر مبنی تحریک شروع کی۔ یہ ایک کھلی اعلانیہ اور عوامی نوعیت کی سیاسی تحریک تھی۔ یہ جدوجہد اس قدر موثر اور طاقتور ثابت ہوئی کہ 1993 تک تمام آئیل کمپنیوں کو یہاں سے اپنا بوریا بستر لپیٹنا پڑا۔ لیکن سارو ویوا کو اس کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ نائجیریا کے فوجی حکمرانوں نے اسے قتل کے ایک مقدمہ میں پھنسا دیا اور ایک فوجی عدالت نے اسے پھانسی کی سزا سنائی۔

سارو ویوا نے اپنے دفاع میں کہا تھا کہ فوجی حکمرانوں نے انھیں ایک ملٹی نیشنل (بین الاقوامی) کمپنی 'شیل' Shell کی ایما پر اس مقدمہ میں ماخوذ کیا ہے۔ اس کمپنی کو اوگونی خطہ سے اپنا کاروبار ختم کرنا پڑا تھا۔ پوری دنیا کی حقوق انسانی تنظیموں نے اس سزا کے خلاف احتجاج کیا تھا اور سارو۔ ویوا کو رہا کرنے کی اپیل کی تھی۔ مگر نائیجیریائی حکمرانوں نے اس کے خلاف عالمی سطح پر احتجاج کو نظر انداز کرتے ہوئے 1995 میں سارو ویوا کو سزائے موت دے دی تھی۔

ترقی

آپ نے عالمی درجۂ حرارت میں اضافہ یا دوسرے الفاظ میں کرہ ارض کے گرم ہونے کے بارے میں ضرور سنا ہوگا۔ کرہ ارض کے سال بھر منجمد رہنے والے دونوں سرے یعنی قطب شمالی اور قطب جنوبی کی برف گرین ہاؤس سے خارج ہونے والی گیسوں کے فضا میں اضافہ سے پگھل رہی ہے۔ اس سے سیلاب آنے کے بھی بہت زیادہ خطرات ہیں اور نشیبی علاقے مثلاً بنگلہ دیش اور مالدیپ وغیرہ میں عملاً سیلاب آ سکتے ہیں یا ان کے ڈوب جانے کی بھی خبر ہے۔ ماحولیاتی بحران یا عدم توازن ایک طویل مدت کے دوران ہم سب کو بری طرح متاثر کر سکتا ہے۔ فضائی آلودگی پہلے ہی ایک مسئلہ بن چکی ہے جو امیر و غریب کے درمیان کوئی امتیاز روا نہیں رکھتی۔ لیکن مختصر مدت کے دوران قدرتی وسائل کے بے دریغ استعمال سے سب سے زیادہ کمزور اور محروم طبقات متاثر ہو رہے ہیں۔ جنگلات کی کٹائی سے غریب طبقات متاثر ہو رہے ہیں جو جنگلاتی وسائل کو اپنی مختلف بنیادی ضروریات جیسے ایندھن، خوراک یا دواؤں میں کام آنے والی جڑی بوٹیوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ دریاؤں اور چھوٹے تالابوں کا پانی خشک ہونے نیز زیر زمین پانی کی سطح میں کمی واقع ہونے سے لامحالہ ہماری خواتین کو پانی لانے کے لیے دور دور تک جانا پڑے گا۔ ہم ترقی کے جس ماڈل پر عمل پیرا ہیں اس کا بہت زیادہ انحصار توانائی پر ہے اور اس کے استعمال میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا میں اس وقت توانائی کی جو ضروریات پوری کی جا رہی ہے وہ بڑی حد تک دوبارہ استعمال میں نہ آنے والے وسائل جیسے کوئلا اور پٹرول (تیل) وغیرہ سے پورا کیا جا رہا ہے۔ بر اعظم جنوبی امریکہ میں ریمزان کے بڑے بڑے خطوں میں واقع برساتی جنگلات کو اشیا کی بڑھتی ہوئی ضروریات پورا کرنے کے لیے کاٹا جا رہا ہے۔

کیا دنیا میں ایک ہی بار استعمال میں آنے والے قدرتی وسائل اتنے زیادہ ہیں کہ انھیں استعمال کرنے کی نہ صرف ترقی یافتہ ملکوں کو بلکہ دنیا کے تمام لوگوں کو اجازت ملنی چاہیے تاکہ وہ بھی اپنی طرز زندگی کو بہتر اور معیاری بنا سکیں؟ ان قدرتی وسائل کی محدودنوعیت کے پیش نظر اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ آنے والی نسلوں کا کیا ہوگا؟ کیا ہم ان کے لیے ورثہ میں بے مصرف اور تباہ شدہ زمین اور گوناگوں مسائل و مشکلات چھوڑنا پسند کریں گے؟

ترقی کا جائزہ Assessing Development

بلاشبہ یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ ترقی سے دنیا پر صرف منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بعض ممالک اس سے کچھ حد تک مستفید ہوئے ہیں ان کی اقتصادی ترقی میں اضافہ ہوا ہے اور وہ غریبی کی سطح کو بھی بڑی حد تک کم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ بہر حال مجموعی طور پر عدم مساوات اور ناہمواریوں کو قابل ذکر حد تک کم نہیں کیا جا سکا ہے اور

ترقی پذیر ملکوں میں غربت کے مسئلہ کو حل نہیں کیا جاسکا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ ترقی کے ثمرات بتدریج سوسائٹی کے انتہائی غریب اور سب سے زیادہ محروم طبقات تک پہنچیں گے اور اس کے نتیجہ میں سب کا معیار زندگی بلند ہوگا۔ لیکن ساری دنیا میں امیر اور غریب لوگوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا ہی گیا۔ کسی ملک کے اقتصادی عروج کی شرح بہت زیادہ ہوسکتی ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ اس کے فیوض میں عملاً سب کو برابر کا حصہ مل رہا ہے۔ جب اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ وسائل کی تقسیم کا اہتمام نہیں کیا جائے تو ممکن ہے اس سے ہونے والے ثمرات پر وہی لوگ تصرف حاصل کر لیں جو پہلے ہی سے مراعات یافتہ ہیں۔

اب اس امر کو بڑے پیمانے پر تسلیم کیا جا رہا ہے کہ ترقی کا ایک وسیع تر تصور اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف اقتصادی ترقی پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کرنے کے نتیجے میں نہ صرف وسیع تر نوعیت کے مسائل پیدا ہوں گے بلکہ اکثر اس سے معاشی نمو کی رفتار بھی اطمینان بخش نہیں ہوگی۔ چنانچہ آج ترقی کے تصورات کو ایک وسیع تر معنی و مفہوم میں لیا جا رہا ہے۔ اس کے ذریعہ تمام ہی لوگوں کا معیار زندگی اونچا ہونا چاہیے۔

تحفظ ماحولیات کا نظریہ

آپ نے اکثر یہ اصطلاحیں مثلاً آلودگی، کثافت، پائیدار ترقی، فضلات کے انتظام و انصرام (Waste Management) کا نظام، معدوم ہوتی ہوئی جاندار مخلوقات کا تحفظ اور عالمی درجۂ حرارت میں اضافہ وغیرہ ضرور سنی ہوں گی۔ یہ اصطلاحیں ماحولیاتی تحریک میں مقبول عام ہیں جو قدرتی وسائل اور ماحولیاتی نظام کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ ماحولیات کے تحفظ کے لیے سرگرم افراد اور ماہرین کا کہنا ہے کہ انسانوں کو ماحولیاتی نظام سے مطابقت رکھنی چاہیے اور انھیں اپنے ذاتی مفادات کے لیے قدرتی وسائل کا اور ماحول کا غلط اور بے جا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ ان کا احساس ہے کہ انسانی گروہ قدرتی وسائل کا اس قدر بے جا استعمال اور تباہ کر رہا ہے کہ اس کے نتیجہ میں آئندہ نسلوں کے لیے صرف بنجر اور بے مصرف زمین، کثافت زدہ ندیاں اور سانس لینے کے لیے آلودہ ہوا رہ جائے گی۔

ماحولیات کے تحفظ کی تحریک کی جڑیں 19 ویں صدی میں صنعتی انقلاب کے رونما ہونے میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔ عہد حاضر میں ماحولیات کی تحریک ایک عالمگیر نوعیت کی تحریک بن چکی ہے جس سے ہزاروں غیر سرکاری یا رضا کارانہ تنظیمیں وابستہ ہیں اور کئی ماحولیات کی پروردہ یا 'گرین' سیاسی جماعتیں بھی اس کا زکی حمایت کر رہی ہیں۔ دنیا کی چند مشہور و معروف ماحولیاتی تنظیموں میں گرین پیس اور ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ وغیرہ شامل ہیں۔ ہندوستان میں چپکو تحریک ہے جو ہمالیہ کے جنگلات کے تحفظ کے لیے معرض وجود میں آئی ہے۔ اس طرح کی تنظیمیں اور گروپ حکومتوں کی صنعتی اور ترقیاتی پالیسیوں کو ماحولیات کے مطابق بنانے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں۔

اگر ترقی کے عمل کو لوگوں کے معیار زندگی کو بہتر کرنے کا مقصد قرار دیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی کامیابی کا پیمانہ صرف اقتصادی ترقی کی شرح نہیں ہو سکتی ہے اور بعض اوقات ترقی کا یہ اشاریہ گمراہ کن ہو سکتا ہے۔ اسی لیے اب ترقیات کی کامیابی کو جانچنے کے لیے متبادل پیمانے وضع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہیومن ڈولپمنٹ رپورٹ اس نوع کی ایک کوشش ہے جو اقوام متحدہ کا ادارہ یونائیٹڈ نیشن ڈیولپمنٹ پروگرام (United Nation Development Program - UNDP) ہر سال تیار کرتا ہے۔ اس رپورٹ میں سماجی شعبہ میں ترقی و کارکردگی کی بنیاد پر جیسے شرح خواندگی، تعلیمی معیار کی شرح، مدت حیات میں متوقع اضافہ، شیر خوار بچوں میں شرح اموات، ذرائع آمدنی کی کوشش میں طبقاتی تفریق کی شرح، خواتین کے حقوق کی تلفی و اختیارات کی شرح وغیرہ کی روشنی میں ملکوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ اس تصور کے مطابق ترقیاتی عمل کچھ اس طرح ہونا چاہیے کہ اس کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ لوگ اپنے پسند کا انتخاب کر سکیں۔ اور وہ سب سے پہلے لوگوں کی بنیادی ضروریات مثلاً غذا، تعلیم، صحت اور مکان وغیرہ کو ہر حال میں پورا کریں۔ اسی کو بنیادی تصورات کہتے ہیں۔ عوامی نعرے جیسے 'روٹی کپڑا اور مکان' 'غریبی ہٹاؤ' یا 'بجلی سڑک پانی' وغیرہ ان جذبات کی غمازی کرتے ہیں کہ ان ضروریات کو پورا کیے بغیر کسی فرد کے لیے ایک باعزت زندگی گزارنا اور اپنی ضروریات و خواہشات کو پورا کرنا بڑا مشکل امر ہے۔ محتاجی یا محرومی سے آزادی، کسی فرد کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے اور امنگوں کو پورا کرنے میں اصل اہمیت رکھتی ہیں۔ اس تصور کے مطابق اگر لوگ فاقہ کشی یا سردی و تپش سے مرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ان کے پاس کھانے، رہنے اور بچوں کی تعلیم کے لیے کوئی مناسب حل نہ ہونے کے سبب ترقی سے محروم ہیں۔

آیئے اس پر غور کریں:

تازہ ترین ہیومن ڈولپمنٹ رپورٹ سے ہیومن ڈولپمنٹ انڈیکس یا انسانی ترقی کا اشاریہ کے بارے میں معلومات اخباری رپورٹوں، مضامین، جدول اور چارٹوں کے ذریعہ یکجا کریں۔ کلاس کے اندر مختلف گروپ بنائیں اور ہر ایک گروپ مندرجہ ذیل کے بارے میں اپنے خیالات پیش کرے۔

- ☐ ہندوستان کا بدلتا ہوا ایچ ڈی آئی (HDI) درجہ یا انسانی درجہ بندی میں بھارت کا بدلتا ہوا مقام۔
- ☐ ہندوستان کے مقام کا ہمسایہ ملکوں سے موازنہ۔
- ☐ ایچ ڈی آئی کے مختلف زمروں میں ہندوستان کی کارکردگی۔
- ☐ ایچ ڈی آئی کی معلومات کی روشنی میں ہندوستان کی معاشی نمو کا جائزہ۔

ترقی

10.4 ترقی کا متبادل نظریہ وتصور

ALTERNATIVE CONCEPTIONS OF DEVELOPMENT

اس سبق کے ابتدائی حصوں میں ہم نے اب تک زیرِ عمل ترقی کے ماڈل کی بعض خامیوں اور مجبوریوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان ترقیاتی منصوبوں اور پالیسیوں کی بڑی بھاری قیمت انسانی اور ماحولیاتی دونوں شکلوں میں ادا کرنی پڑ رہی ہے اور ان منصوبوں کی لاگت اور ثمرات کی لوگوں میں تقسیم بھی منصفانہ نہیں رہی ہے۔ مزید برآں کہ زیادہ تر ملکوں میں ترقی کی جو حکمت عملیاں اور پالیسیاں وضع کی گئی ہیں وہ اوپر سے نیچے (top-down) کی طرف ہیں۔ یعنی ترقیاتی منصوبوں کی ترجیحات کا تعین، طریقہ کار، عمل دخل اور ان کو عملی شکل دینے کا فیصلہ عموماً اعلیٰ سطحی سیاسی قیادت اور نوکرشاہی (بیوروکریسی) کرتی ہے۔ فیصلے کرتے وقت شاذ و نادر ہی ان لوگوں سے کچھ تھوڑا بہت مشورہ کیا جاتا ہے جن کی زندگی ان ترقیاتی منصوبوں سے راست طور پر متاثر ہونے والی ہے۔ اس سلسلہ میں نہ ان کے صدیوں پرانے تجربات اور معلومات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور نہ ہی ان کے مفادات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں جمہوری یا آمرانہ طرز کی حکومتوں کے رویہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ کسی بھی ملک میں ترقیاتی عمل پر عملاً حکمراں طبقات کا قبضہ ہے جو اس کی منصوبہ سازی کرتے اور اسے عملی جامہ پہناتے ہیں۔ اکثر یہی طبقات ان ترقیاتی منصوبوں سے سب سے زیادہ مستفید بھی ہوتے ہیں۔ اس صورت حال نے ترقی کے متبادل منصوبوں اور طریقوں پر غور کرنے کے لیے مجبور کر دیا ہے جو برابری کی بنیاد پر ٹکے ہوئے اور پائدار نوعیت کے ہوں۔ اس عمل کے دوران حقوق، مساوات، آزادی اور جمہوریت کے حوالے سے مختلف سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ اس حصہ میں ہم ترقی کے بارے میں چل رہی بحث کے تناظر میں ان متبادل نظریات وتصورات کے نئے نئے معنی ومفہوم کا جائزہ لیں گے۔

یہ کیجیے

ان چیزوں کی فہرست بنائیں جنھیں ہم استعمال کرنے کے بعد ہمیشہ پھینک دیتے ہیں اور اس کے بارے میں غور کیجیے کہ ہم انھیں کیسے دوبارہ استعمال کے لائق بنا کر ضرر رساں فضلات کی مقدار کم کر سکتے ہیں۔

جائز مطالبات Right Claims

ہم نے یہ بات نوٹ کی کہ ترقی کے ثمرات سے زیادہ تر فائدہ بااثر طبقات اٹھا لیتے ہیں اور اس ترقیاتی منصوبے کی قیمت غریب ترین اور انتہائی کمزور طبقات کو چکانی پڑتی ہے یہ قیمت چاہے ماحولیاتی تباہی کی شکل میں ہو یا اجڑنے

اس پر بحث کیجیے

دریا اور ندیاں عوام کی ملکیت ہوتی ہیں حکومت کی نہیں، چنانچہ دریائی پانی کے بارے میں کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت حکومت کو لوگوں کی رائے ضرور لینی چاہیے اس لیے کہ اس کے بغیر وہ اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتی۔

کی شکل میں ہو یا کہ ذریعہ معاش سے محروم ہونے کی شکل میں ہو۔ چنانچہ متاثرہ افراد کے مفادات کے تحفظ کے حوالے سے اٹھائے گئے سوالات میں سے ایک یہ ہے کہ کیا وہ ریاست اور پوری سوسائٹی سے اس کا معاوضہ طلب کرسکتے ہیں اور کیا جمہوری ملک میں لوگوں کو ان فیصلوں میں شریک کیا جانا چاہیے جن سے ان کی زندگیاں براہ راست متاثر ہونے والی ہیں؟ کیا انھیں ذریعہ معاش یا روزگار کا اس صورت میں مطالبہ کرنے کا حق ملنا چاہیے جب حکومت کے کسی ترقیاتی سرگرمی سے ان کے روزگار اور معاش کے ختم ہونے کا خطرہ پیدا ہو؟ دوسرا معاملہ قدرتی وسائل پر حق کے بارے میں ہے۔ کیا معاشرے اور طبقات قدرتی وسائل کے استعمال کے بارے میں اپنے روایتی حقوق کا مطالبہ کرسکتے ہیں؟ یہ معاملہ خصوصی طور پر قبائلی اور قدیمی باشندوں سے تعلق رکھتا ہے جن کی اپنی مخصوص بود و باش اور معاشرت ہوتی ہے اور ان کی زندگی کا ماحول اور جنگلات سے ایک خصوصی رشتہ ہوتا ہے۔

یہاں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ قدرتی وسائل پر کس کی ملکیت ہے؟ کیا وہ مقامی معاشرہ یا متعلقہ ریاست یا پوری بنی نوع کی مشترکہ ملکیت ہے؟ اگر ہم وسائل کو پوری انسانیت کی ملکیت سمجھتے ہیں تو اس میں آنے والی نسلوں کو بھی شامل کرنا پڑے گا۔ آبادی کے مختلف طبقات کے ایک ہی جیسے مطالبات کو پورا کرنا نیز اس کے ساتھ ساتھ ان کو پورا کرتے وقت عہد حاضر اور مستقبل کے مطالبات کے درمیان توازن رکھنا جمہوری معاشرتی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جمہوری عمل میں شرکت Democratic Participation

آپ کو ذاتی فائدے کی خاطر کتنی مرتبہ یہ تاکید کی گئی ہوگی کہ والدین یا اساتذہ کی فرماں برداری کرو، کیا آپ نے کبھی یہ سوچا یا محسوس کیا کہ اگر یہ میری بھلائی کے لیے ہے تو برائے مہربانی اس کا فیصلہ کرنے کا اختیار مجھے دیں۔ جمہوریت اور آمریت کے درمیان یہ واضح فرق ہے کہ جمہوریت میں وسائل یا معیار زندگی کے تصورات کے بارے میں اختلاف رائے کرنے کا موقع ہوتا ہے اور ان اختلافات کو بحث و مباحثہ اور گفتگو کے ذریعہ دور کیا جاتا ہے اور سب کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے نیز ان چیزوں کو اوپر سے تھوپا یا مسلط نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر

ترقی

ترقی

سیاسی نظریہ

معاشرہ میں بہتر زندگی کے حصول میں سب کا مشترکہ مفاد شامل ہے تو ترقی کے منصوبے بنانے اور ان کو عملی شکل دینے کے طریقہ کار وضع کرنے میں بھی ہر فرد کو شامل کیا جانا ضروری ہے۔ دوسروں کے ذریعہ بنائے گئے منصوبے اور خود عملی طور پر شریک ہو کر بنائے گئے منصوبوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ سب سے پہلے یہ کہ اگر دوسروں نے کتنی ہی اچھی نیت سے یہ منصوبے کیوں نہ بنائے ہوں، لیکن وہ آپ کی مخصوص ضروریات کے بارے میں آپ سے بہتر نہیں جانتے ہوں گے۔ دوئم یہ کہ کسی بھی فیصلہ سازی کے عمل کا سرگرم حصہ بننا لوگوں کو بااختیار بناتا ہے۔

جمہوریت اور ترقی دونوں کا تعلق سب کی بھلائی کے حصول سے ہے۔ کس طرح مشترکہ بہتری کے عمل کو تعبیر کیا جائے؟ جمہوری ملکوں میں فیصلہ سازی کے عمل میں لوگوں کو شامل کیے جانے کے حق پر زور دیا جاتا ہے۔ فیصلہ سازی کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بتایا جاتا ہے کہ لوگوں کی اس میں شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے مقامی علاقے کے ترقیاتی منصوبے بنانے کا اختیار اس علاقے کے مقامی اداروں (جیسے پنچایت و بلدیات وغیرہ)

اس پر غور کیجیے

یہ تصویریں نرمدا وادی کے گاؤں ڈوم کھڑی میں ستیہ گرہ کی ہیں۔ سردار سرور ڈیم کی تعمیر سے نرمدا وادی پانی سے لبالب ہو گئی ہے۔ نرمدا بچاؤ آندولن کے مظاہرین پانی کی بڑھتی ہوئی سطح میں رہ کر احتجاج کر رہے ہیں۔ جب پانی کی سطح خطرناک حد تک ان احتجاجی افراد کے کندھوں کو پار کر گئی تو حکومت نے ان کو حراست میں لے لیا۔ اس مسئلہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں اور بڑے باندھ یا تالابوں کے فائدے اور نقصانات پر بحث کریں۔ کیا سردار سرور ڈیم پانی کی قلت کو دور کرنے کا ایک بہتر طریقہ ہے؟ جو کارکن اس سرکاری منصوبہ کی مخالفت اور مزاحمت کر رہے ہیں کیا وہ صحیح ہیں۔ تصویریں بشکریہ۔ ہری کرشنا اور دیپا جانی۔

ماخذ۔ www.narmada.org

کو دے دیا جائے۔ اسی لیے مقامی اداروں کے اختیارات اور وسائل میں اضافہ کیے جانے کی وکالت کی جارہی ہے۔ ایک طرف یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ لوگوں سے ان معاملات میں ہر حال میں مشورہ لیا جانا چاہیے جن سے وہ بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ان منصوبوں کو بھی مسترد کیا جانا چاہیے جو ایک معاشرہ کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کی منصوبہ بندی اور پالیسیاں بنانے میں شمولیت سے وسائل کو ان کی ضروریات کے مطابق استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ سڑک کہاں بننی چاہیے۔ میٹرو ٹرین یا مقامی بسوں کو کس روٹ پر چلایا جانا چاہیے، کس مقام پر اسکول یا پارک تعمیر کیا جانا چاہیے، گاؤں میں پانی سے بچاؤ کے لیے پشتہ تعمیر کرنے یا انٹرنیٹ کیفے قائم کرنے کی ضرورت، ان تمام کے بارے میں فیصلے کرنے کا اختیار لوگوں کے پاس ہونا چاہیے۔

اوپر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ ترقی کا مروجہ اور غالب ماڈل ٹاپ ڈاؤن یا اوپر سے نیچے فیصلے کرنے والا ہے اور اس ماڈل میں لوگوں کو محض ترقیات کی جنس تصور کیا جاتا ہے۔ وہ بزعم خود یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے مسائل کو حل کرنے کا یہی ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہ عمل ان لوگوں کے تجربات اور ان کی معلومات کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ جب کہ ترقی کے بارے میں مرکزی اختیارات کی تقسیم کا رویہ اختیار کرنے سے مختلف ٹیکنالوجیوں (طریقہ کاروں) روایتی اور جدید دونوں کو تخلیقی انداز میں استعمال کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

ترقی اور طرز زندگی Development and Life Style

ترقی کا متبادل ماڈل بہت زیادہ لاگت، ماحولیاتی تباہی اور ٹیکنالوجی پر مبنی ترقی کے خیال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ترقی کا معیار اور پیمانہ صرف یہ نہیں ہونا چاہیے کے ایک ملک میں سیل فون استعمال کرنے والوں کی تعداد کتنی زیادہ ہے یا اس کے پاس جدید ترین اسلحہ کتنا ہے یا کتنے لوگوں کے پاس کاریں ہیں بلکہ اس کی بنیاد یہ ہونی چاہیے کہ لوگ کس معیار کی خوش حال اور مطمئن زندگی گزار رہے ہیں اور ان کی بنیادی ضروریات پوری ہو رہی ہے یا نہیں اور وہ باہم شیر وشکر ہو کر رہ رہے ہیں یا نہیں۔ایک سطح پر قدرتی وسائل کی حفاظت اور جہاں تک ممکن ہو سکے توانائی کے لیے قابل تجدید ذرائع کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جانی چاہیے۔اس جہت میں جن مثالوں پر عمل کیا جا سکتا ہے ان میں برساتی پانی سے کاشت کاری، توانائی کے لیے شمسی یا بائیوگیس کے پلانٹ لگانا، چھوٹے پیمانے پر پن بجلی گھر کی تعمیر کے منصوبے، کھادوں کی تیاری کے لیے فضلات کے ڈھیر کو گڈھے کھود کر اس میں جمع کرنے کی کوشش وغیرہ کی سرگرمیاں ہونی چاہئیں۔اس طرح کے منصوبے مقامی سطح پر عمل میں لائے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں دل چسپی کے ساتھ شریک ہوں۔صرف بڑے ڈیم (باندھ) کے ذریعہ ترقی کی منزل تیزی سے طے نہیں کی جا سکتی۔بڑے ڈیم کے ناقدین اس بات کی وکالت کرتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بند اور پشتے تعمیر کرنے چاہئیں جن کی تعمیر میں لاگت بھی کم آتی ہے۔اس سے معمولی پیمانے پر نقل مکانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس سے مقامی آبادی بھی فائدہ حاصل کر سکتی ہے۔

دوسری بات! ہم اپنی طرز زندگی میں تبدیلی لائیں تاکہ دوبارہ استعمال کے لائق نہ رہنے والے وسائل اور ذرائع پر دباؤ کم کیا جا سکے۔مگر یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے کیوں کہ اس سے یہ تاثر پیدا ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو ایک کم تر معیار زندگی اختیار کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے اور اسے لوگوں کی اپنی مرضی اور پسند کے مطابق کوئی چیز حاصل کرنے کی آزادی میں مداخلت تصور کیا جا رہا ہے۔بہرحال متبادل طرز زندگی کے امکان پر غور کرنے کے نتیجے میں بہتر زندگی گزارنے کے متبادل تصورات کے رونما ہونے کے امکانات ہوتے ہیں اور یہ آزادی اور تخلیقی کام میں اضافے کا باعث بھی ہوتے ہیں۔چنانچہ اس طرح کی کوئی بھی پالیسی اختیار کرنے کے لیے تمام حکومتوں اور تمام ملکوں کے عوام کے درمیان بڑے پیمانے پر تعاون واشتراک کی ضرورت ہے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس طرح کے امور ومعاملات میں فیصلہ سازی کے لیے جمہوری طریقہ کار اپنائے جائیں۔اگر ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ترقی کسی فرد کی آزادیوں میں اضافہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور لوگوں کو محض صارفین کے بجائے ترقیاتی

منصوبوں کو طے کرنے میں شامل فعال افراد تصور کرتے ہیں تو ان معاملات میں ایسے امور پر اتفاق پیدا ہوسکتا ہے۔ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں حقوق، آزادی اور انصاف کے بارے میں ہمارے تصورات کا دائرہ وسیع ہوگا۔

ماحصل Conclusion

ترقی کے نظریہ سے مراد ایک بہتر زندگی کی خواہش ہے۔ یہ خواہش بڑی شدید ہوتی ہے اور ترقی کی امید ہی دراصل انسان کو عمل کی دعوت دیتی ہے۔ اس باب میں ہم نے ترقی کے وسیع پیمانے پر مسلمہ ماڈل اور تصورات کی ناقدانہ جانچ پڑتال کی ہیں۔ ترقی کے ایک ایسے ماڈل کی مختلف سطحوں پر تلاش کی جا رہی ہے جو زیادہ پائیدار، جمہوری اور برابری والا ہو۔ اس دوران سیاسی نظریہ کے متعدد تصورات مثلاً مساوات، جمہوریت اور حقوق کی نئی تشریحات سامنے آئی ہیں۔

ترقیاتی منصوبے کو عملی جامہ پہناتے وقت جو مسائل اور سوالات ابھرے ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہم اپنے لیے جن چیزوں کو منتخب کرتے ہیں ان کے اثرات دوسروں پر یعنی دنیا کے دوسرے انسانوں اور دوسری مخلوقات پر کافی حد تک مرتب ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمیں خود کو اس وسیع تر کائنات کا ایک حصہ سمجھنا چاہیے کیوں کہ ہماری تقدیریں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ علاوہ ازیں ہماری سرگرمیوں سے نہ صرف دوسروں کو فائدہ پہنچنا چاہیے بلکہ اس کا اثر ہمارے اپنے مستقبل کے امکانات پر بھی پڑنا چاہیے۔ اس لیے ہمیں اپنے انتخاب میں محتاط رہنے کی ضرورت ہے ساتھ ہی فوری ضروریات کا ہی نہیں بلکہ طویل مدتی مفادات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔

(1) ترقی کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟ کیا اس طرح کی تعریف سے معاشرے کے تمام طبقات فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

(2) ترقیاتی منصوبوں سے بحث کریں جن میں سماجی اور ماحولیاتی قیمت بہت زیادہ ہے اور جن پر زیادہ تر ملکوں میں عمل ہو رہا ہے۔

(3) ترقی کا عمل شروع ہونے کے نتیجے میں کون سے نئے حقوق کے مطالبات سامنے آئے ہیں؟

(4) اگر سب کی بھلائی ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں فیصلہ کرنا ہو تو جمہوری طرز حکومت دیگر طرز کی حکومتوں کے مقابلے میں کس لحاظ سے بہتر ہے؟

(5) آپ کے خیال میں سماجی اور ماحولیات کی قیمت پر چلائے جا رہے ترقیاتی منصوبوں کے خلاف ریاست کو حساس اور جواب دہ بنانے کی عوامی تحریکیں کس حد تک کامیاب ہو رہی ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں۔